اَلَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوۡمُوۡنَ اِلَّا کَمَا یَقُوۡمُ الَّذِیۡ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیۡطٰنُ مِنَ الۡمَسِّ

(جو لوگ سود کھاتے ہیں، وہ [قیامت کے دن] اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جیسے شیطان نے چھو کر بدحواس کر دیا ہو)

پچھلی کئی آیتیں صدقے کے بارے میں تھیں اور اب اُس کے فوراً بعد سود کی آیتیں ہیں جو ایک دوسرے کے بالکل ضد ہیں۔ اِسی لیے جہاں سود کا ذکر قرآن میں ہیں وہاں خرچ کرنے کا بھی ذکر آیا ہے۔

سودی قرضے دو طرح کے ہوتے ہیں: 1> ذاتی قرضے:- وہ قرضے جو کوئی شخص اپنی ذاتی ضرورت کے لیے کسی بنک یا مہاجن سے سود پر لیتا ہے۔ سود کھانے کے لیے ذاتی قرضوں کا حل صدقات ہے۔ اگلی آیت اِسی کے بارے میں ہے۔

2> تجارتی قرضے:- وہ قرضے جو تاجر یا صنعت کار اپنے کاروبار کے لیے بنک سے سود پر لیتا ہے۔ سود کے خاتمے کے لیے تجارتی قرضوں کا حل تجارت یعنی شراکت اور مضاربت ہے۔ اِسی لیے آگے کہا وَاَحَلَّ اللّٰہُ الۡبَیۡعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا

سود	صدقہ
1> اپنے مال کو سب سے بُری چیز میں لگانا	1> اپنے مال کو سب سے بہترین چیز میں لگانا۔
2> غریبوں کی مجبوری کا غلط فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ غریب جو مجبور ہے اس سے مال لیا جاتا ہے۔	2> مجبور غریب کی مدد کی جاتی ہے۔ انھیں مال دیا جاتا ہے۔
3> حرام چیز لوگوں کو دی جاتی ہے۔	3> حلال چیز لوگوں کو دی جاتی ہے۔
4> لوگوں کا کوئی خیال نہیں رکھا جاتا۔ اُن پر ظلم کیا جاتا ہے۔ رحم نہیں ہوتا۔ دل میں لوگوں کے لیے نفرت ہوتی ہے۔	4> لوگوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اُس کے اندر لوگوں کے لیے ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ دل میں لوگوں کے لیے محبت ہوتی ہے۔
5> انسان لالچی ہو جاتا ہے۔	5> انسان کے اندر سے لالچ نکل جاتی ہے۔
6> وہ سنگ دل، خود غرض اور مفاد پرست ہو جاتا ہے۔	6> وہ نرم دل اور عمدہ اخلاق والا بنتا ہے۔

پہلے خرچ کرنے کے بارے میں آیتیں تھیں جس میں اپنے مال کا اچھی جگہ لگانا پھر سود کے بارے میں اب آیتیں ہیں جس میں اپنے مال کو سب سے بُری جگہ لگانے کی بات ہے اور اِسکے بعد قرض اور تجارت کے بارے میں آیتیں آئیگی جس میں اپنے مال کو جائز جگہ لگانے کی بات ہوگی۔

رِبٰا (ر ب و): بڑھی ہوئی یا ابھری ہوئی چیز۔
عربی زبان میں سود پر بولا جاتا ہے جو کسی مخصوص چیز میں اضافے کو کہا جاتا ہے۔
یعنی مال کا مخصوص طریقے سے بڑھنا "ربا" کہلاتا ہے۔
ہر وہ قرض جو نفع کھینچ کر لائے تو وہ نفع "ربا" ہے۔
اصل مال (رأس المال) پر اضافہ "ربا" ہے۔
معین (Fixed) اضافہ جو قرض دینے والا اپنے مقروض سے اپنی اصل رقم پر وصول کرتا ہے۔ اِسی اضافے کا نام ربا ہے۔ اُس اضافے کے لیے کوئی محنت، مہارت، سازوسامان یا خطرہ (نقصان کا خطرہ) نہ ہو۔

کرایہ پر دی گئی چیز پر نفع حاصل کرنا "ربا" نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں خطرہ (Risk) موجود ہے۔ اُس میں صرف پیسہ نہیں ہوتا، چیز بھی موجود ہوتی ہے۔ اور اُس چیز کو نقصان بھی ہو سکتا ہے۔ جبکہ ربا میں نقصان کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ اور صرف مال / پیسے پر ہی اضافہ ہوتا ہے۔ مثلاً کوئی ایک ہزار روپے کسی کو قرض دے اور کہے کہ مجھے پندرہ سو (1500) واپس کرے تو 500 روپے سود ہوگا۔

اِس آیت میں ربا کی حرمت کے بارے میں بات کی گئی۔ ربا کی حرمت کی آیتیں بتدریج نازل ہوئی۔ سب سے پہلی ربا کے بارے میں نازل ہونے والی آیتیں سورۃ الروم اور سورہ النساء اور سورہ آل عمران میں نازل ہوئی پھر آخر میں سورۃ البقرۃ میں نازل ہوئی۔ اور ہر ربا کی آیت کے ساتھ خرچ کرنے کا بھی ذکر ہے۔

⇐ الروم: 39 ← وَمَاۤ اٰتَیۡتُمۡ مِّنۡ رِّبًا لِّیَرۡبُوَا۠ فِیۡۤ اَمۡوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرۡبُوۡا عِنۡدَ اللّٰہِ
(اور تم جو سود پر دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں بڑھتا رہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نہیں بڑھتا۔)

مثلاً کوئی 10,000 دے کر کچھ سال یا کچھ مہینوں بعد اگر 15,000 روپے حاصل کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ 5000 روپے میری رقم میں اضافہ ہے تو وہ دراصل اللہ کے ہاں اضافہ نہیں ہے۔ اِس میں کوئی برکت نہیں ہوگی۔ اور اسطرح کرنا حرام ہے۔ اِسکی سزا آخرت میں بھی ملے گی۔
الروم: 39 میں براہ راست واضح طور پر نہیں کہا گیا کہ ربا حرام ہے۔ بلکہ یہ کہہ کر کہ "اللہ کے ہاں نہیں بڑھتا" اشارہ کیا گیا کہ آخرت میں اُسے کچھ نہیں ملے گا۔
[الروم: 38 میں نفلی صدقات اور اِسی آیت (39) میں فرضی صدقات (زکات) کی بات کی گئی]

⇐ النساء: 161 ← وَّاَخۡذِہِمُ الرِّبٰوا وَقَدۡ نُہُوۡا عَنۡہُ وَاَکۡلِہِمۡ اَمۡوَالَ النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ ؕ وَاَعۡتَدۡنَا لِلۡکٰفِرِیۡنَ مِنۡہُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا
(اور اُن کے سود لینے کی وجہ سے حالانکہ انھیں اُس سے منع کیا گیا تھا۔ اور لوگوں کا ناحق مال کھانے کی وجہ سے [یہ سب کچھ اُن کے ساتھ ہوا]۔ اور اُن میں سے جو کافر ہیں، ہم نے اُن کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔)
النساء: 161 میں واضح بتایا گیا کہ یہودیوں کے بھی کتاب میں سود لینے سے منع کر دیا گیا تھا۔ لیکن اِس میں بھی واضح طور پر یہ نہیں کہا گیا کہ سود مسلمانوں کے لیے حرام ہے کیونکہ یہاں یہودیوں کی بات کی گئی۔ یہودیوں پر کئی ایسی چیزیں حرام کی گئی تھیں جو مسلمانوں پر حلال تھیں مثلاً چربی وغیرہ۔
[آیت 162 میں زکات یعنی خرچ کرنے کی بات کی گئی]

⇐ آل عمران: 130 ← یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَاۡکُلُوا الرِّبٰۤوا اَضۡعَافًا مُّضٰعَفَۃً ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ
(اے ایمان والوں! بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ فلاح پاؤ۔)
[آل عمران: 134 میں خرچ کرنے کی بات ہے]

⇐ آخر میں چوتھی بار سورۃ البقرۃ میں آیات 275-281 میں واضح طور پر سود کی حرمت کو بیان کیا گیا۔
[اِن آیات سے پہلے خرچ کرنے کی کئی آیتیں ہیں]

اَلَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ الرِّبٰوا (وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں)

یَاۡکُلُوۡنَ (کھاتے ہیں) - اِس کا معنی صرف کھانا نہیں ہے بلکہ لینا، استعمال کرنا جس میں کھانا، پینا، لباس اور مکان وغیرہ سب چیزیں آتی ہیں۔
یہاں "سود لینے" کے بجائے "سود کھانے" اِسطرح کیوں کہا گیا؟ اِس کے بارے میں ہمیں کچھ حکمتیں پتہ چلتی ہے۔ (واللہ اعلم)

(*) 1> جو چیز کھالی جائے اُسکی واپسی ممکن نہیں ہے۔ وہ چیز پیٹ سے ویسے ہی نکالی نہیں جا سکتی لیکن اگر کوئی چیز لی جائے تو ممکن ہے کہ اُسے واپس کیا جائے۔ اِسی لیے اکثر جو سود میں پڑ جاتے ہیں وہ زندگی بھر یا لمبے عرصے تک سود میں پڑے رہتے ہیں یہاں تک کہ انھیں قبر میں اتار دیا جاتا ہے پھر انکے وارثوں کے پیچھے لوگ آجاتے ہیں کہ اتنا اتنا سودی قرضہ اُس پر ابھی تک باقی ہے۔ (یَاۡکُلُوۡنَ یہ مضارع کا صیغہ ہے، ماضی کا صیغہ نہیں استعمال کیا گیا۔ ویسے بھی اگر کوئی سود میں پڑ جاتا ہے تو وہ مسلسل اُسی میں پڑا رہتا ہے۔)

2> "سود کھانا" محاورے کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ اس کا مطلب سود لینا ہی ہے۔ جیسے کہ ہم کہتے ہیں "قسم کھانا"۔

3> سرمایے کا زیادہ تر حصہ کھانے پینے میں ہی استعمال ہوتا ہے اسلیے "سود کھانے" کی بات کی گئی۔ بہر حال

سود کی حرمت کے بارے میں پہلے ذہن کو تیار کیا گیا اور قیامت کے دن سود کھانے والی کی جو حالت ہوگی اُسکی طرف اشارہ کیا گیا کہ اُسکی حالت قیامت کے دن کیسی ہوگی۔ یا لوگوں سے معاملات کرتے وقت کیسی ہوگی۔

لَا یَقُوۡمُوۡنَ اِلَّا کَمَا یَقُوۡمُ الَّذِیۡ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیۡطٰنُ مِنَ الۡمَسِّ
([سود خور قیامت کے دن] ایسے اٹھے گا جیسے شیطان نے اُسے چھو کر دیوانہ بنا دیا ہو)

یَتَخَبَّطُہٗ (خ ب ط): کسی چیز کو اندھا دھند مارنا مثلاً اونٹ کا زمین پر اپنا اگلا پاؤں مارنا یا آدمی کا لاٹھی کے ساتھ درخت کے پتے جھاڑنا۔
یعنی کسی بھی چیز کو بغیر سوچے سمجھے مارنا۔ یہاں مطلب ہوگا کہ شیطان نے اُسے مارا یا شیطان نے اُس پر اثر کیا یا شیطان اُس پر حاوی ہو گیا یعنی شیطان کا اُس کے عقل پر ایسے حاوی ہونا (چھا جانا) کہ اُس شخص کو پتہ بھی نہ چلے کہ وہ کیا کر رہا ہے اور کیا کہہ رہا ہے۔ شیطان نے اُسے مار کر، اُس سے لپٹ کر اُسے دیوانہ بنا دیا ہے۔ اُسکی مار ایسی ہے جیسے اُس کا چھونا (المَسّ) ہو۔
آپ نے کبھی دیکھا ہوگا کہ جس کو جن پکڑ لیتا ہے تو وہ شخص کسطرح حرکتیں کرتا ہے۔ اِسی طرح سود خور بھی قیامت کے دن ویسے ہی حرکتیں کرے گا۔ اور سبھی کو پتہ چلے گا کہ یہ سود خور شخص تھا۔ یا اِس دنیا میں بھی سود خور لوگوں سے معاملہ کرتے وقت ایسی حرکتیں کرتا ہے۔
یہاں سود خور کو جن نے چھو کر دیوانہ بنایا ہے ایسی بات کیوں کہی گئی۔ اسکی کچھ حکمتیں علماء نے بتائی (واللہ اعلم):

1> دنیا میں بھی سود خور پیسوں کے دیوانے تھے۔ دیوانے شخص کی طرح پیسوں کے پیچھے پڑے ہوئے تھے اِس لیے آخرت میں بھی دیوانوں کی طرح اٹھے گے۔

2> جب کسی کو جن پکڑ لیتا ہے تو اُس شخص کے اندر اتنی طاقت آتی ہیں کہ وہ اکیلا چار پانچ آدمیوں کو بھی گرا سکتا ہے۔ وہ طاقت اصل میں اُس شخص کی نہیں ہوتی بلکہ جن کی ہوتی ہے۔ یعنی جو دِکھ رہا ہے وہ اصل میں کچھ اور ہے۔ اِسی طرح بظاہر سود بڑھتا نظر آرہا ہے لیکن حقیقت میں وہ بڑھتا نہیں ہے بلکہ گھٹتا ہے۔

ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ قَالُوۡۤا اِنَّمَا الۡبَیۡعُ مِثۡلُ الرِّبٰوا
(یہ [سزا] اِس لیے [ملے گی] کہ وہ کہتے تھے تجارت بھی سود ہی طرح ہے)

اُنکی یہ حالت اسلیے ہوگی کیونکہ انھوں نے یہ کہا کہ تجارت سود کی طرح ہے۔ تجارت اور سود کا فرق نہ جاننے کی وجہ سے انھوں نے تجارت کو سود بنا دیا۔ حالانکہ انھوں نے یہ کہنا چاہیے تھا کہ ہم سود اسلیے لیتے ہیں کہ سود تجارت کی طرح ہے۔ لیکن وہ چونکہ دیوانے ہیں اسلیے اُلٹی بات کرتے ہیں کہ تجارت سود کی طرح ہے۔ یہ انکی دیوانگی کی مثال ہے۔

وَاَحَلَّ اللّٰہُ الۡبَیۡعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا
(حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے)

(*) یہاں غور کرے! اللہ نے پہلے یہ کہا "اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے" بعد میں کہا کہ "سود کو حرام کیا ہے"! پہلے حلال چیز کی بات کی پھر حرام چیز کی۔ کیونکہ جب کسی کو کسی چیز سے روکنا ہو تو پہلے اس کا متبادل (Alternative) دینا چاہیے پھر حرام سے روکنا چاہیے۔ لیکن ہم کیا کرتے ہیں! جب کسی کو کسی چیز سے منع کر رہے ہوتے ہیں تو بس فہرست گنواتے ہیں کہ یہ یہ... چیزیں نہ کرو۔ یہ سن کر انسان پریشان ہوتا ہے کہ "پھر کیا کرے!" اِسلیے پہلے اُس مسلے کا حل پہلے بتاؤ پھر منع کرو۔ سبحان اللہ قرآن میں باتوں کی ترتیب بھی ایک معجزہ ہے!

تجارت	سود
1> حلال	1> حرام
2> انسان کی محنت اور پیسہ بھی لگتا ہے۔	2> صرف پیسہ لگتا ہے، محنت نہیں لگتی۔
3> ذہانت اور وقت کا استعمال ہوتا ہے۔	3> صرف پیسہ دے کر انسان فارغ ہوتا ہے۔
4> نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔	4> نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں ہوتا۔
5> منافع کی مقدار مقرر (Fixed) نہیں ہوتی۔	5> منافع کی مقدار مقرر ہوتی ہے۔ اور وہ مقرر منافع ہی سود بن جاتا ہے۔
6> ایک بار سودا طے ہو جانے پر معاملہ ختم ہو جاتا ہے۔ یعنی کوئی چیز دے کر قیمت لے لی جاتی ہے۔ تاجر ایک ہی دفعہ منافع لیتا ہے۔	6> ایک دفعہ ہی معاملہ ختم نہیں ہوتا بلکہ مسلسل منافع ملتا رہتا ہے۔
7> جتنی چیز لیتے ہیں اتنی ہی قیمت دیتے ہیں۔	7> مسلسل اضافے کے ساتھ پیسے واپس ملتے ہیں۔
8> باہم رضامندی بھی شامل ہوتی ہے۔ یعنی جس کا دل چاہتا ہے وہ چیز لیتا ہے اور جسکا دل نہیں چاہتا وہ نہیں لیتا۔	8> رضامندی نہیں ہوتی بلکہ مجبوری ہوتی ہے۔
9> نفع کم یا زیادہ محنت سے حاصل ہوتا ہے۔	9> سود کم ہو یا زیادہ بغیر محنت کے ملتا ہے۔
10> قوم کے اندر کام کرنے اور محنت کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ جسمانی اور ذہنی کام (activities) ہوتے ہیں۔ اس میں انسان مشغول ہوتا ہے۔	10> سود لینے والے اِس کے برعکس ہوتے ہیں۔ وہ عموماً بیکاری کا شکار ہوتے ہیں کیونکہ انھیں آمدنی کا ایک ذریعہ مل جاتا ہے پھر اُن کا باقی فارغ وقت تخریب کاری پر لگ جاتا ہے۔ کیونکہ اُن پر کوئی ذمہ داری نہیں، کوئی کام نہیں، کوئی فکر نہیں ہوتی۔ گھر میں بیٹھے بیٹھے آمدنی کھا رہے ہوتے ہیں۔
11> Economic activity پیدا کرتی ہے۔ یعنی معاشرے کو متحرک کرتی ہے۔	11> Economic activity نہیں ہوتی بلکہ پیسہ ایک جگہ جمع ہو جاتا ہے۔ صرف مالدار لوگوں کے پیسوں میں ہی اضافہ ہوتا ہے۔
12> بہت سارے لوگوں کو کام ملتا ہے۔	12> بہت سارے لوگ بیکار ہو جاتے ہیں۔

سود کی حرمت کے بارے میں کئی احادیث ملتی ہیں:-

1> بخاری:- نبیؐ نے فرمایا "سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو۔" صحابہؓ نے عرض کیا "یا رسولؐ! وہ کیا کیا ہیں؟" نبیؐ نے فرمایا "اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، ناحق کسی کی جان لینا جو اللہ نے حرام کیا ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا اور پاکدامن غافل مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔"

2> مسلم:- جابرؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا، رسولؐ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، لکھنے والے اور اُس کے دونوں گواہوں پر لعنت کی اور فرمایا: (گناہ میں) "یہ سب برابر ہیں۔"
(اِسی لیے سودی بنک یا سودی کاروبار میں کام کرنا بھی حرام ہے۔)

3> مسند احمد:- نبیؐ نے فرمایا "سود کا وہ ایک درہم جو انسان جانتے بوجھتے کھاتا ہے وہ گناہ میں چھتیس (36) مرتبہ زنا سے زیادہ سخت ہے۔"
یعنی بڑے بڑے کبیرہ گناہوں میں بھی بہت بڑا گناہ ہے۔

4> ابن ماجہ (حسن):- رسولؐ نے فرمایا "سود [کے گناہ] کے ستر درجے ہیں۔ اُن میں سے سب سے کم درجے کا گناہ اِس قدر ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے نکاح کرے۔"
یعنی سود کا گناہ ایک گناہ نہیں بلکہ اُسے اگر ستر حصوں میں بانٹا جائے تو معمولی حصہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں سے نکاح یا زنا کرے۔ یعنی ماں سے نکاح کرنا اُس گناہ کا ایک حصہ ہے جو اتنا بڑا گناہ ہے۔ بڑے سے بڑا بگڑا ہوا شخص کبھی بھی اپنی ماں سے نکاح یا زنا کرنا پسند نہیں کریگا۔

5> بخاری:- نبیؐ نے فرمایا "رات [خواب میں] میں نے دو آدمی دیکھے۔ وہ دونوں میرے پاس آئے اور مجھے بیت المقدس میں لے گئے۔ پھر ہم سب وہاں سے چلے یہاں تک کہ ہم ایک خون کی نہر پر آئے۔ وہاں [نہر کے کنارے] ایک شخص کھڑا تھا۔ اور نہر کے بیچ میں بھی ایک شخص کھڑا تھا۔ [نہر کے کنارے پر] کھڑے ہونے والے کے سامنے پتھر پڑے ہوئے تھے۔ بیچ نہر والا آدمی آتا اور جونہی وہ چاہتا کہ باہر نکل جائے تو فوراً ہی باہر والا شخص اُس کے منہ پر پتھر کھینچ کر مارتا جو اُسے وہیں لوٹا دیتا تھا جہاں وہ پہلے تھا۔ اِسی طرح جب بھی وہ نکلنا چاہتا کنارے پر کھڑا ہوا شخص اُس کے منہ پر پتھر کھینچ مارتا اور وہ جہاں تھا وہیں پھر لوٹ جاتا۔ [یعنی بار بار اِسی طرح اُس کے ساتھ ایسا کیا جاتا] - میں نے [اپنے ساتھیوں سے جو فرشتے تھے] پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو انھوں نے اِس کا جواب یہ دیا کہ نہر میں تم نے جس شخص کو دیکھا وہ سود کھانے والا شخص ہے۔"

اِس کے علاوہ بھی کئی حدیثیں ہیں جن میں سود کے گناہ کی شدت اور اُسکی قباحتوں کے بارے میں واضح طور پر بتایا گیا۔ اور قرآن میں بھی سود خور کا انجام اور حال بیان کیا گیا ہے۔ اور اِسی آیت میں واضح طور پر کہا گیا کہ اللہ نے سود کو حرام کیا ہے اور آگے 279 میں سود نہ چھوڑنے والوں کو خبردار کیا گیا کہ پھر وہ اللہ اور رسول سے جنگ کے لیے تیار ہو جائے۔
چونکہ سود کے حرام ہونے میں کوئی شک و شبہ کی بات ہی نہیں ہے اسلیے اُسے کسی طرح سے بھی حلال نہیں کیا جا سکتا۔
اِن تمام واضح دلائل کے بعد اب ایک مسلمان کا کام تو یہی ہونا چاہیے کہ جب اللہ نے سود کو حرام کر دیا تو اُس کے حکم کو پورے اطمینان کے ساتھ تسلیم کرنا چاہیے خواہ اُسے سود اور تجارت کا فرق اور اُنکی حکمت سمجھ آئے یا نہ آئے۔

سود کی چند شکلیں:-

1> بنک (Bank) سے سود پر قرض (Loan) لینا مثلاً شادی، تعلیم، گھر، گاڑی یا تجارت وغیرہ کے لیے۔ (کچھ عرب ممالک میں عوام کو اسلامی بنک یا گورنمنٹ بغیر سود کے قرض دیتی ہے وہ لیا قرض لینا جائز ہے۔ شادی اگر اسلامی طریقے سے کی جائے تو سود کی نوبت نہیں آئیگی کچھ خیراتی (Charitable) ٹرسٹ آج بھی موجود ہیں جہاں سے تعلیم حاصل کرنے کے لیے بغیر سود پر قرضہ ملتا ہے۔ بعد میں انھیں کما کر اُتنا ہی واپس لوٹانا ہوتا ہے۔ اِس کا دوسرا حل یہ ہے کہ اگر زیور یا زمین وغیرہ ہیں تو اُسے بیچا جائے اور اُن پیسوں کا استعمال کیا جائے۔ کرایے پر گھر اور بغیر گاڑی کے زندگی گزر سکتی ہے کئی لوگ دنیا میں ایسے تھے جن کے پاس خود اپنا گھر اور گاڑی نہیں تھی لیکن وہ حرام سود سے بچ کر اِس دنیا سے چلے گئے)

2> پھٹے ہوئے روپئے کی نوٹ کی کم قیمت دینا (مثلاً سو روپئے کی پھٹی نوٹ کے بدلے ساٹھ روپئے دینا حالانکہ کتنی بھی نوٹ پھٹی ہو، اگر اُس پر نمبر موجود ہو تو بنک اُسے اتنا ہی واپس دیتی ہے خاص کر RBI)

3> Credit card 4> Fixed deposit 5> Life insurance

6> ربا الفضل:- ایک ہی جنس کی چیز کا تبادلہ کمی یا زیادتی کر کے کرنا۔
نبیؐ نے چھ چیزوں کا ذکر کیا کہ اگر کسی کو ان میں تبادلے کی ضرورت پڑے تو ہاتھوں ہاتھ اور برابر ہو۔
مسلم:- رسولؐ نے فرمایا "سونے کے بدلے سونا، چاندی کے بدلے چاندی، گندم کے بدلے گندم، جو کے بدلے جو، کھجور کے بدلے کھجور اور نمک کے بدلے نمک (کی بیع) مثل بمثل (ایک جیسی) ہاتھوں ہاتھ ہو۔ جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا اُس نے سود کا لین دین کیا۔ اس میں لینے والا اور دینے والا برابر ہیں۔"
دوسری مسلم کی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں "جب اَصناف مختلف ہوں (سونے کے بدلے چاندی وغیرہ) تو جیسے چاہو بیع کرو بشرطیکہ وہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔"

ہاتھوں ہاتھ اِن تمام چیزوں کو بیچنا ہے یعنی ادھاری نہیں لینی ہے بلکہ اُسی وقت بیچنا ہے۔
اِسی طرح اعلیٰ کھجور کو اعلیٰ کھجور سے ہی بیچنا ہے بشرطیکہ وہ ایک ہی طرح (Class / Kind) کی ہو۔ یعنی اعلیٰ عجوہ کھجور کے بدلے اعلیٰ عجوہ کھجور ہی بیچی جائیگی۔ عجوہ کے بدلے سُکری کھجور یا سُکری کھجور کے بدلے عجوہ کھجور نہیں بیچی جاسکتی۔ سُکری کھجور کے مقابلے عجوہ کھجور بہت مہنگی ہوتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک کلو عجوہ کھجور کی قیمت دس کلو سکری کھجور کی قیمت کے برابر ہو پھر بھی ایک کلو عجوہ کے بدلے دس کلو سکری کھجور نہیں خریدی جا سکتی۔ ہاں! اُس ایک کلو عجوہ کھجور کو بیچ کر جو پیسے ملے گے اُس پیسے سے سکری کھجور خرید سکتے ہیں۔ یعنی پیسے سے کھجور خرید سکتے ہیں لیکن کسی بھی قسم کی کھجور سے دوسری قسم کی کھجور خریدی نہیں جا سکتی۔ اِسی طرح کھجور کو نمک یا گیہوں کے بدلے کمی بیشی کر کے بیچا جا سکتا ہے لیکن ہاتھوں ہاتھ بیچنا ہوگا۔

اِسی طرح کرنسی (Currency) کے تبادلے میں بھی حدیث ہے:
بخاری:- ابن شہاب نے کہا: انھیں مالکؓ بن اوس نے خبر دی کہ انھیں سو (100) اشرفیاں بدلنی تھیں۔ (انھوں نے بیان کیا کہ) پھر مجھے طلحہؓ بن عبید اللہ نے بلایا۔ اور ہم نے (اپنے معاملہ کی) بات چیت کی۔ اور اُن سے میرا معاملہ طے ہو گیا۔ وہ سونے (اشرفیوں) کو اپنے ہاتھ میں لے کر الٹنے پلٹنے لگے اور کہنے لگے کہ ذرا میرے خزانچی (Storekeeper) کو جنگل سے آلینے دو۔ عمرؓ بھی ہماری باتیں سن رہے تھے۔ تو (عمرؓ) نے فرمایا: اللہ کی قسم! جب تک تم طلحہ سے پیسہ لے نہ لو، اُن سے جدا نہ ہونا کیونکہ رسولؐ نے فرمایا ہے کہ سونا سونے کے بدلے میں اگر نقد نہ ہو تو سود ہو جاتا ہے۔ گیہوں، گیہوں کے بدلے میں اگر نقد نہ ہو تو سود ہو جاتا ہے۔ جَو، جَو کے بدلے میں اگر نقد نہ ہو تو سود ہو جاتا ہے اور کھجور، کھجور کے بدلے میں اگر نقد نہ ہو تو سود ہو جاتا ہے۔ (النقد = ہاتھوں ہاتھ اور برابر برابر)

اگر کرنسی (Currency) کی جنس الگ الگ ہے جیسے روپئے کو ریال میں بدلنا ہے تو ہاتھوں ہاتھ ہو، تاخیر کر کے نہیں لیا جائے بلکہ اُسی وقت تبادلہ کیا جا سکتا ہے اور کمی و بیشی بھی جائز ہے۔ مثلاً ایک ہزار سعودی ریال کے بدلے 22 سے 23 ہزار روپے لینا جائز ہے اُس وقت کی قیمت کیا چل رہی ہے اُس کے مطابق اُسکی قیمت ہوگی۔
لیکن اگر کرنسی میں جنس ایک ہی ہے اور وہ کرنسی ایک ہی ملک کی ہیں تو تبادلہ ہاتھوں ہاتھ اور برابر برابر ہوگا یعنی 1000 روپئے کو 1000 روپئے سے ہی بدلنا ہوگا۔ اِس میں کمی و بیشی سود ہے جو جائز نہیں۔

7> ربا النسیئہ (ادھار کے سود):- شروعات میں اِسی کے بارے میں بتایا جا چکا ہے۔ اِس میں تھوڑی سی رقم کے بدلے بڑی رقم تاخیر کے ساتھ نقد کے بدلے نقد حاصل کی جاتی ہے۔

فَمَنۡ جَآءَہٗ مَوۡعِظَۃٌ مِّنۡ رَّبِّہٖ فَانۡتَہٰی فَلَہٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمۡرُہٗۤ اِلَی اللّٰہِ
(پھر جس شخص کے پاس اُس کے رب کی طرف سے نصیحت آجائے پھر وہ [سود کھانے سے] باز آجائے تو جو کچھ وہ پہلے کھا چکا سو کھا چکا۔ اُس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے)

اللہ کی طرف سے نصیحت آگئی کہ سود کو چھوڑ دو اور تجارت کو فروغ دو۔ یہ نصیحت آنے کے بعد اب جو بھی اللہ کے اِس حکم پر عمل کریگا اور سود سے باز آئیگا تو پہلے جو کچھ اُس نے سود کھا لیا تھا وہ کھا چکا اب اُس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ اللہ قیامت کے دن اُسے دیکھ لے گا کہ اُس نے توبہ کر کے اُس سودی کام کو چھوڑا یا نہیں چھوڑا۔ دوسری تفسیر کے مطابق اِس کا معنی یہ ہے کہ اللہ چاہے گا تو معاف کر دے گا اور چاہے گا تو پچھلے سود پر پکڑ کرے گا۔ کیونکہ سود کی حرمت کا علم ہونے کے باوجود اُس نے یہ گناہ کیا تھا اگر نئے مسلمان نے لاعلمی میں یہ گناہ کیا تو اسکی پکڑ نہیں لیکن آئندہ کے لیے اپنی اصلاح کر لو۔ دوبارہ سودی کام نہ کرو۔ اور آخرت کی فکر کرو۔ تیسری تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ اِس سے مراد یہ ہے کہ سود کی حرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے اُس نے جو سود کھایا وہ معاف ہے۔
مسلم:- نبیؐ نے فتح مکہ کے دن فرمایا: ... جاہلیت کے تمام سود باطل قرار دیئے جاتے ہیں اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا سود یعنی (اپنے چچا) عباس بن عبد المطلب کا سود باطل کرتا ہوں۔

وَمَنۡ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ
(اور جو شخص دوبارہ [سودی معاملہ] کرے تو ایسے لوگ دوزخی ہیں، وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے)

اتنی ساری نصیحتیں اللہ کی طرف سے آنے کے بعد بھی اگر کوئی سود کو نہیں چھوڑے گا تو ایسے لوگ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ سود کا معاملہ کوئی معمولی معاملہ نہیں ہے۔
سود کی حرمت کے بارے میں معلوم ہونے کے باوجود بھی اگر کوئی سود کو حرام نہیں سمجھتا اور اُسے وہ حلال کہتا ہے تو وہ کفر کر رہا ہے۔ جیسا کہ سود خور کہتے ہیں کہ تجارت تو سود ہی کی طرح ہے۔ یعنی وہ سود کو تجارت کی طرح حلال سمجھتے ہیں۔ اِس کا مطلب وہ اللہ کے احکام کو نہ مان کر کفر کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ اسلیے ایسے لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔
لیکن جو لوگ مسلمان ہیں اور اُسے حرام سمجھنے کے باوجود بھی سودی کام کرتے ہیں وہ بہت لمبے عرصے تک جہنم میں رہیں گے۔